ختم نبوت — ایک مثبت عقیدہ

تحریر: مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ

جہاں تک ختمِ نبوت کی حدود کا تعلق ہے، اس میں یہی چیز داخل نہیں کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبوت کے قائل ہیں یا نہیں، یہ شے بھی داخل ہے کہ عقیدت ومحبت کے نئے نئے محوراب تلاش نہیں کیے جائیں گے اور قیامت تک کیلئے یہ کافی ہوگا کہ کتاب وسنت کی روشنی سے استفادہ کیا جائے۔ اب کسی کی ذات کا ماننا یا نہ ماننا کفرواسلام اور ہدایت وگمراہی کا معیار نہ بن سکے گا اور کوئی شخص بھی اس مؤقف پر فائز نہیں ہوگا کہ اس کی وجہ سے ہدایت ورہنمائی کی سمتیں بدل جائیں اور کوئی عصبیت اور گروہ بندی جائز نہ ہوگی جس سے کہ کتاب وسنت کا مرتبہ ثانوی ہو جائے۔

ختمِ نبوت ایک مثبت اور ایجابی عقیدہ ہے اور ایک طرح کا پیرایۂ بیان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وحی والہام کا وہ انداز جو اطاعت وتعبد کا مقتضی ہے تکمیل تک پہنچ چکا اور ہدایت کے تمام مضمرات نکھر کر نگاہِ اعتبار کے سامنے آچکے۔ اب یہ کسی جماعت کیلئے روا نہیں کہ ان سے ہٹ کر عقیدت ومحبت اور اطاعت وفرماں برداری کے اور صنم خانے تعمیر کرے۔ اب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دینی اقدار کو معین کر دیا گیا اور واشگاف طور پر بتا دیا گیا کہ توحید میں کن کن نزاکتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ عبادات کی کیا کیا شرائط اور تفصیلات ہیں، معاشرت اور تدبیرِ منزل کے کیا کیا اصول ہیں اور سیاسی واقتصادی رجحانات کو کن کن سانچوں میں ڈھالنا چاہیے، جب یہ سب کچھ ہو چکا تو ہمیں بتایا جائے کہ اجرائے نبوت سے کیا مقصود ہے؟

اب اگر کوئی صاحب نبوت وعصمت کا لبادہ اوڑھ کر جلوہ گر ہو ہی جائیں تو ہمیں کن نئے مسائل کی تلقین کریں گے جن کو اب تک ہم نے نہیں سنا اور کن جدید حقائق کی طرف توجہ دلائیں گے جن سے ہماری اپنی بصیرت آشنا نہیں ہوئی! اگر واقعہ یہ ہے کہ کوئی کیفیتِ منتظرہ باقی نہیں رہی اور اسلام نے ہر ہر شے کی پوری پوری وضاحت کر دی ہے تو دنیا وعقبیٰ کی سعادتوں سے بہرہ مند ہونے کیلئے یہ کافی ہے۔

دراصل یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس وقت مسلمانوں کے سامنے اشکال کیا ہے؟ اشکال یہ نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ہو چکی یا وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں، اشکال یہ بھی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا

کوئی امکان ہے یا نہیں، اشکال یہ ہے کہ اسلام نے جن اصولوں کی وضاحت کی ہے اور زندگی کی عملی گتھیوں کو جس انداز سے سلجھایا ہے، اس وقت ان اصولوں کو کیوں کر رائج کیا جائے اور اس انداز کو کس طرح اپنایا جائے۔

اگر نئی نبوت ہماری مشکل لاحل ہوتی، یا عصمتِ ائمہ کا عقیدہ ہمیں ادبار و تسفل کے دائروں سے نکال سکتا تو آج ہم یقیناً زندگی کے مختلف میدانوں میں کامیابی سے تگ و تاز کر سکتے، مگر آپ نے دیکھ لیا کہ اس ڈھنگ کے مزخرفات سے ہمیں نہ صرف یہ کہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا، بلکہ الٹا نقصان پہنچا ہے۔ اس لیے آؤ! ان سب کو چھوڑ کر کتاب و سنت ہی کو آزمائیں اور اپنی توجہ کو دوسری تمام سمتوں سے ہٹا کر اسی ایک سمت پر مرکوز کر دیں اور اس کے بعد بھی اگر ہم کامیابی سے ہمکنار نہ ہوں تو پھر بلاشبہ کسی نئی روشنی کی طرف دوڑنا اور کسی نئی حکمت کی پیروی کرنا ہمارے لیے ضروری ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت بھی مرزا صاحب کا ظہور و اِدّعا افسوس ہے کہ ناقابلِ التفات ہوگا کیونکہ ان کے وسیع و عریض لٹریچر میں عمل و سعی کے تقاضوں کا کوئی جواب مذکور نہیں۔ اس میں جو کچھ ہے اس کو ان تین لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ

دعاوی، پیش گوئیاں اور اِن کو حق بہ جانب ثابت کرنے کی ناکام کوشش اور بس!

جامع مسجد اہل حدیث سوہاوہ میں 11 ویں عظیم الشان سیرت رحمت عالم ﷺ کانفرنس

مورخہ 17 ستمبر بروز سوموار بعد از نماز عشاء مرکزی جامع مسجد اہل حدیث سوہاوہ میں 11 ویں عظیم الشان سیرت رحمت عالم ﷺ کانفرنس زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر منعقد ہوئی جبکہ نائب مدیر الجامعہ حافظ عبدالغفور مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) مہمان خصوصی تھے۔ پروگرام کا آغاز قاری عبدالقدیر کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ حمد و نعت حافظ ذوالقرنین متعلم جامعہ اور شاعر اسلام قاری عبدالوہاب صدیقی نے پیش کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قطب شاہ نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس سے مولانا حافظ بابر صدیق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث گوجر خان اور مناظر اسلام حضرت مولانا حافظ محمد یوسف پسروری نے خطاب کیا۔ رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس پروگرام میں سوہاوہ کے علاوہ جہلم، کوٹلہ آئمہ، دینہ، پنڈوری، ڈومیلی، بڑا گواہ، گوجر خان، دولتالہ اور کلر سیداں وغیرہ سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ پروگرام کے آخر میں حافظ محمد زبیر عمر اور ان کے رفقاء نے مہمانوں کی پُر تکلف ضیافت کی۔